بیت الحکمت

امام انقلاب مولانا عبیداللہ مرحوم نے ملک کی آزادی کی خاطر جو بیس سال جلاوطنی کے گزارے تھے۔ یہ مدت انہوں نے افغانستان، روس، ترکی اور حجاز میں بسر کی تھی اور قرآن حکیم پر غور و فکر اور حضرت امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے علوم و معارف کے مطالعے میں مصروف رہے تھے ۱۹۳۹ء میں جب انہیں حکومت سندھ، جس کے سربراہ خان بہادر اللہ بخش سومرو شہید تھے، کی ضمانت پر وطن واپسی کا موقع ملا تو ایک جامع انقلابی، فکری و عملی پروگرام ساتھ لائے تھے۔ یہ حضرت امام انقلاب کی زندگی کا آخری دور تھا، اگر اس دور میں ان کا بیشتر وقت مسلسل سفر اور بیماری میں گزرا تھا، لیکن وہ اپنے پروگرام کو عملی شکل دینے کی برابر سعی کرتے رہے۔ ان کے پروگرام کے دو حصے تھے۔

۱۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے افکار کے مطالعہ و نظر اور مسلمان نوجوانوں کی ذہنی و فکری تربیت کے لئے "بیت الحکمت" کا قیام اس کا مرکز جامعہ ملیۂ اسلامیہ دہلی میں قائم ہوا تھا اور کراچی، گوٹھ پیر جھنڈا، دین پور، لاہور وغیرہ میں اس کی شاخیں قائم ہوئی تھیں، لیکن یہ تمام شاخیں بھی خود مختار ادارے تھے جو ایک نظام فکر سے تعلق رکھتے تھے اور سب کے سامنے ایک ہی پروگرام تھا۔ حضرت مولانا سندھی

جہاں بھی ہوتے ان کا تمام وقت انہیں اداروں کے تحت نوجوانوں کی ذہنی و فکری تربیت میں گذرتا تھا۔

تعلیم و تربیت کے اس پروگرام کے دوسرے مرحلے میں ان نوجوانوں کو سندھ ساگر نربدا پارٹی کے تحت منظم کردیا جانا مقصود تھا، تاکہ وہ اپنے مطالعہ و افکار کے مطابق ملک آزادی اور ملک کی تعمیر میں اپنے فرائض ملکی و سیاسی سے عہدہ برآ ہوسکیں

۲- ان کے پروگرام کا دوسرا حصہ ملک کی قومی جماعت کانگریس میں ایک فارورڈ بلاک کا قیام تھا۔ مولانا عبیداللہ سندھی کو کانگریس کے بعض رہنماؤں کی ذہنیت اور ان کے رویے سے شدید شکایات تھیں۔ لیکن ان کے نزدیک کانگریس کو چھوڑ دینا اور مسلمانوں کا اس سے نکل جانا اُن کے مفاد میں نہیں ہوسکتا تھا، مولانا سندھیؒ کے خیال میں کانگریس کے اندر رہ کر اپنے ہم خیال لوگوں کا ایک مضبوط بلاک قائم کرنا اور کانگریس میں شامل رہ کر ملک کی سیاسیات میں حصہ لینا مسلمانوں کے اجتماعی مفاد کے لئے زیادہ مناسب تھا۔ کانگریس سے الگ رہ کر اس کے انتہا پسند گروپ کو اس کی من مانی کے لئے آزاد چھوڑ دینا تھا۔

حال ہی میں ایک کتاب "مسلمانوں کی قومی تعلیمی تحریک: جامعہ ملیہ اسلامیہ" کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ اسے شمس الرحمٰن محسنی نے تالیف فرمایا اور "مکتبہ جامع لمیٹڈ، نئی دہلی" نے چھاپا ہے۔ اس میں جامعہ ملیہ کی جو خدمات اور اس کے جو علمی و تعلیمی خصائص نمایاں کئے گئے ہیں۔ ان میں "بیت الحکمت" کا قیام بھی ہے۔ بیت الحکمت کے قیام اور اس کے پس منظر کے تعارف میں ایک مستقل باب ہے اگرچہ یہ باب مفصل اور بہت جامع نہیں اور اس سے حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے پورے منصوبے کی اہمیت واضح نہیں ہوتی، لیکن یہ تذکرہ تاریخی ہے یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ یہ منصوبہ مولانا سندھی کا تھا جسے جامعہ ملیہ اسلامیہ نے اپنا لیا تھا۔ شیخ الجامعہ ڈاکٹر ذاکر حسین حضرت مولانا سندھیؒ کے بہت قدردان اور بڑے عقیدت مند تھے۔

قارئین "الولی" کے لئے اس باب کا مطالعہ حکایت لذیذتر سے کم لطف اندوز نہیں ہوسکتا ان کی ضیافت طبع کے لئے یہ باب یہاں پیش کیا جاتا ہے۔ (ڈاکٹر) ابو سلمان شاہجہان پوری

جامعہ ملیہ اسلامیہ کے کارکن آغاز کار ہی سے احیاء ملت کے لئے فکری نشاۃ ثانیہ اور علمی تجدید کی ضرورت پر زور دیتے رہے ہیں۔ اس کے بانیوں کا قدیم اسلامی تعلیم اور جدید مغربی تعلیم کے امتزاج سے بڑا مقصد یہی تھا کہ اس طریقۂ تعلیم سے کچھ ایسے لوگ پیدا ہو جائیں، جو مشرقی تہذیب اور اسلامی ذہنیت کو اس طرح پیش کر سکیں کہ ان سے موجودہ زمانے کی ضروریات پوری ہو سکیں۔ وہ سمجھتے تھے کہ اسلام کی تعلیمات سے زندگی کے نمونے صرف اس وقت تیار کئے جا سکتے ہیں۔ جب انھیں ضروریات زمانہ کے پیمانے میں پیش کیا جائے۔ یہ پیمانے بدلتے رہتے ہیں اسلامی علوم اور تہذیب سے وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو ان بدلتے ہوئے پیمانوں سے بھی واقف ہوں۔ جامعہ ملیہ کے کارکن اس مقصد کو سامنے رکھ کر مختلف قسم کے کام کرتے رہے ہیں لیکن انھیں کام کی اہمیت اور حالات کی نامساعدت کی وجہ سے تجویز کے عملی پہلو پر کام کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ یہ جامعہ کی خوش قسمتی تھی کہ مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم نے اپنی زندگی کے آخری چند سال جامعہ میں گزارنے کا فیصلہ فرمایا۔ ان کے بابرکت قیام نے جامعہ کے کارکنوں کی ہمت بڑھائی اور وہ مولانائے مرحوم کی یاد میں اس کام کی ابتدا کرنا چاہتے تھے۔

مولانا عبیداللہ سندھی نے جس زمانے میں ہندوستان سے باہر تشریف لے گئے اس وقت تمام دنیا انقلاب کا گہوارہ بنی ہوئی تھی۔ انھوں نے افغانستان، روس، ترکی اور یورپ کے بہت سے ملکوں کے انقلابات کا گہری نظر سے مطالعہ کیا۔ آخر میں حجاز پہنچے اور وہاں اپنے تجربات کی روشنی میں ہندوستانی مسلمانوں کی تاریخ اور اسلام کی تیرہ سو سالہ تاریخ پر تنقیدی نظر ڈالی۔ انھوں نے شاہ ولی اللہ کی تصانیف کو بار بار پڑھا۔ دس بارہ سال کے مسلسل مطالعہ اور مشاہدے نے مولانا کے افکار میں ایک خاص ترتیب پیدا کر دی۔ مولانا چاہتے تھے کہ انھوں نے جو کچھ سیکھا ہے اسے دوسروں کو بھی سکھائیں۔ ان کے افکار و خیالات سے صرف ہندوستان کے باشندے ہی فائدہ اٹھا سکتے تھے وہ ہندوستان آئے اور تمام عمر کے مشاہدے اور مطالعہ سے انھوں نے جو فکری سرمایہ جمع کیا تھا، اس کی نشر و تبلیغ میں لگ گئے۔ اس کام کے لئے انھوں نے جامعہ ملیہ اسلامیہ کو منتخب کیا۔ مولانا یہ سمجھتے تھے کہ جس کام کی وہ ابتدا کرنا چاہتے ہیں اس کا جامعہ ملیہ اسلامیہ کے مقاصد سے قریبی تعلق ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں کے کسی اور دوسرے تعلیمی ادارے سے نہیں

ہو سکتا۔ وہ جامعہ ملیہ اسلامیہ میں بیت الحکمت کے نام سے حکمت اسلامی کا ایک تحقیقاتی ادارہ قائم کرنے کے متمنی تھے۔ مگر افسوس! قوم کی بے توجہی کے باعث وہ یہ تمنا اپنے ساتھ لے گئے۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ کے کارکنوں نے طے کیا کہ اس خیال کو عمل میں لائیں۔ مولانا مرحوم اس کام کی تمہید شروع کر گئے تھے۔ جامعہ چاہتی ہے کہ اسے توسیع دے اور مرحوم کی تمنا کو عملی جامہ پہنا کر ملک و ملت کے سامنے پیش کرے۔

مولانا عبید اللہ سندھی نے جامعہ ملیہ کے اساتذہ کو شاہ ولی اللہ کی تعلیمات اور اسلامی تاریخ کے مختلف موضوعات سے متعلق اپنے خیالات سے روشناس کرنا شروع کر دیا تھا۔ وہ جتنے عرصہ جامعہ نگر میں قیام فرما رہتے، ان کے مجوزہ بیت الحکمت کا یہ تمہیدی کام بڑی سرگرمی سے انجام پاتا رہتا۔ جامعہ ملیہ نے ابتداء ہی اپنے ایک استاد کو مولانا کے ساتھ کام کرنے پر مامور کر دیا تھا۔ اس تمام عرصے میں بیت الحکمت کا یہ کام رہا ہے کہ مذہب اور تاریخ اسلام کے مختلف موضوعات کے بارے میں مولانا کے فکری نتائج جمع کرے تاکہ ان کا فکری سرمایہ جس سے مسلمان فائدہ اٹھا سکتے ہیں ضائع نہ ہونے پائے۔ مولانا کی زندگی میں بھی اور اُن کے بعد بھی پروفیسر محمد سرور فاضل ازہر اس کام کو انجام دیتے رہے ہیں جشن سیمیں تک مولانا کے افکار و خیالات کی ترتیب و تدوین، شاہ ولی اللہ کی کئی کتابوں کے ترجمے و تحشیہ کا کام مکمل ہو چکا تھا موصوف کے علاوہ جامعہ کے ایک فارغ التحصیل جو درس نظامی میں بھی کافی دستگاہ رکھتے ہیں اساتذہ کی نگرانی میں شاہ ولی اللہ اور دوسرے اسلامی مفکرین کے مطالعہ میں مصروف تھے۔

حکمت اسلامی کی تحقیق اور چھان بین کا کام شروع کرنے کے لئے جن اشارات کی ضرورت تھی وہ مولانا عبید اللہ سندھی کی تعلیم کے ضمن میں مرتب ہو چکے تھے۔ مولانا کے رسالے اور شاہ ولی اللہ کی تصانیف اس تحقیقاتی کام کے لئے نشان راہ کا کام دے سکتی ہیں۔ اب اس کی ضرورت تھی کہ بیت الحکمت کا افتتاح عمل میں آجائے اور جو کام بیت الحکمت کی تمہید کے طور پر انجام پا رہے ہیں، ان کی رفتار تیز کر دی جائے۔ جامعہ اس کام کے لئے قوم کا ایک ایسا گروہ اپنے گرد جمع کرنا چاہتی تھی جو جرأت اور دیانت سے قومی زندگی کے بنیادی افکار پھر سے سوچے، ان کی تجدید اور تعمیر نو کی کٹھن منزل سے خلوص نیت کے سہارے گذرے۔ مسلمانوں کی موجودہ زندگی کو اس فکری

نشاۃ ثانیہ کی سخت ضرورت ہے۔ اگر اسے یہ نشاۃ ثانیہ میسر آگئی تو حیات تازہ کے چشمے پھوٹ نکلیں گے۔ قوم میں ان افکار وعقائد کے زندہ رہنے اور جان دینے کا حیات پرور ولولہ پیدا ہوا جائے گا اور زندگی پھر سے اپنی تشکیل نو میں مشغول ہو سکے گی۔

ہمارے مرکزی فکر نے جو تمدن پیدا کیا تھا جو ادارے قائم کئے تھے وہ جمود کے عالم میں ہیں حکومت، معیشت، قانون، علوم اور فنون جو ہم نے پیدا کئے تھے وہ حوادث زمانہ سے اور بنیادی افکار کی مرکزی حرارت سرد پڑ جانے سے سب کے سب مٹ گئے اور مٹ رہے ہیں ہماری اصلاحی کوششیں ان گرتی ہوئی دیواروں کی جزوی مرمت کرنا چاہتی ہیں۔ لیکن دیواریں بہت بوسیدہ ہیں اور عمارت بس منہدم ہونے کو ہے۔ ہمارا کام آج یہ نظر آتا ہے کہ انہدام کے انتظار میں وقت گذارے بغیر اس عمارت کو منہدم فرض کر کے بنیادوں کی استواری کی فکر کریں اور پھر ان بنیادوں پر تعمیر نو کا حوصلہ اپنے اندر پیدا کریں۔ خصوصًا اس وقت کے مسلمانان ہند میں سیاسی اسباب سے اپنے تمدنی وجود کا شعور شدید ہوتا جا رہا ہے۔ یہ ضرورت اور بھی اہم ہے کہ ہم خود جانیں اور اوروں کو بتا سکیں کہ ہم کن افکار کے حامل ہیں۔ ہم جانیں اور بتا سکیں کہ انفرادی زندگی کی تکمیل اور اجتماعی زندگی کی تشکیل کے لئے ہم کیا اصول رکھتے ہیں اور خالق کائنات اور اس کی مخلوق سے ہمارا کیا رشتہ ہے اسلام میں شخصیت کیسے پرورش پاتی ہے سیاست کیسی ہوتی ہے۔ اقوام کے تعلقات باہمی کا ہمارے ہاں کیا تصور ہے اور ہم انسانیت کے لئے کس مستقبل کے متوقع اور کس منزل کے لئے ساعی ہیں؟ اس بیت الحکمت کے خاص مقاصد یہ ہونگے۔

۱- انفرادی اور اجتماعی زندگی سے متعلق صحیح فکر اسلامی کی نشر و اشاعت، سیاست، معیشت معاشرت اور تمدن کے جدید نظریات اور اداروں کی اسلامی تعلیم کی روشنی میں پرکھنا اور صحیح اسلامی سیاست، معاشرت اور تمدن کے اصول پیش کرنا۔

۲- ان اغراض کے لئے حکماء اسلام کی تصانیف کو اس طرح شائع کرنا کہ دور حاضر کے لوگ اپنے مسائل میں ان سے مدد لے سکیں، خصوصًا حکیم شاہ ولی اللہ کی تصانیف کو اردو مقدموں اور حواشی کے ساتھ شائع کرنا۔

۳- اسلام کا اجتماعی مفکرین کا سیاست، معاشیات اور دوسرے اجتماعی علوم کی فکری